بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا كَثِيرًا. أَمَّا بَعْدُ:

056: باب 25- نجومیوں اور غیب کا دعویٰ کرنے والوں کا بیان۔

[احادیث (مسلم:2230)، (سنن أبي داود: 3904)، (مسند أحمد: 429/4)، (مسند البزار: 3044)]

لكتاب التوحيد الذي هو حق الله على العبيد الامام العلامہ محمد بن عبد الوہاب التمیمی رحمۃاللہ علیہ کی اس عظیم کتاب کی شرح کا درس جاری ہے۔ جادو کے متعلق باتیں ہو رہی تھیں پچھلے درس میں جادو کی چند قسمیں بیان کی تھیں ان میں سے کون سی قسمیں جادو کی بیان کی تھیں؟

زمین پر لکیریں کھینچنا اسے کہتے ہیں "الطَّرْقُ" رمل بھی کہتے ہیں یہ بھی جادو کی ایک قسم ہے۔

پرندوں کو اڑانا "زَجْرُ الطَّيْرِ" اگر دائیں جانب اڑ جائے تو خیر ہے اگر بائیں جانب مڑ گیا تو شر ہے۔

کسی چیز کو دیکھ کر بدشگونی کرنا اسے کہتے ہیں "تَطَيُّر" یہ بھی جادو کی ایک قسم ہے۔

گرہ لگا کر پھونک مارنا دھاگے پر، یا رسی پر گرہ لگانا اور پھر اس پر پھونک مارنا یہ بھی جادو کی قسم ہے۔

چغل خوری بھی جادو کی ایک قسم ہے۔ چغل خوری کیسے جادو کی قسم بن سکتی ہے؟ یعنی لوگوں میں نفرت پیدا ہو رہی ہے کس وجہ سے وہ وجہ چھپی ہوئی ہے تو چغل خوری کا جو اثر ہے وہ چھپا ہوا ہے۔

اور "إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا" اسی پر بات ختم ہوئی تھی کہ بعض اوقات انداز بیان میں بھی جادو ہوتا ہے اور یہ بڑا خطرناک مسئلہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بعض لوگوں کو بولنے کے انداز کی مٹھاس دی ہے، دیکھیں ہم خود مخلوق ہیں ہماری زبان بھی مخلوق ہے یہ اللہ تعالیٰ کی دین ہے کہ بعض لوگوں کی آواز اچھی ہے، بعض لوگوں کا انداز بیان اچھا ہے یہ سب اللہ تعالیٰ کی دین ہے سبحان اللہ اس انداز بیان سے جو اثر ہوتا ہے سننے والے پر اس اثر کی وجہ سے جو اس میں تبدیلی آتی ہے اس شخص کے اندر یہ وہ تبدیلی ہے اس چھپے ہوئے اثر کی وجہ سے اس لیے انداز بیان کو بھی جادو کہا گیا ہے تو یہ محمود بھی ہو سکتا ہے مذموم بھی ہو سکتا ہے، اچھا بھی ہو سکتا ہے بُرا بھی ہو سکتا ہے۔

اچھا کیسے ؟ اگر حق کو حق ثابت کرنے کے لیے انداز بیان اچھا ہے تو اچھا ہے حق ہے خیر ہے ، اگر باطل کو حق ثابت کرنے کے لیے انداز بیان اچھا ہے پھر تو شر ہے اور گمراہی ہے اور جادو ہے۔

آج کے معاشرے میں بھی ہم دیکھتے ہیں بعض ایسے لوگ ہیں جن کا انداز بیان اچھا ہے لیکن انہوں نے اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کا صحیح استعمال نہیں کیا اور وہ جوابدہ ہیں اللہ تعالیٰ کے سامنے قیامت کے دن کہ میں نے تمہیں ایک ایکسٹرا نعمت دی تھی کہاں پر لگادی باطل کو حق ثابت کرنے میں لگادی !

یعنی کتنے لوگ ہیں جو توحید کو شرک اور شرک کو توحید سمجھتے ہیں اور اسی کے لیے جھگڑتے ہیں اور اسی کی بنیاد پر دوستی اور دشمنی کا معیار قائم کرتے ہیں۔ بہت سارے لوگ ہیں ان کی باتیں بڑی اچھی لگتی ہیں خوبصورت لگتی ہیں لیکن وہ کہہ کیا رہا ہے کیا حق کو ثابت کر رہا ہے حق سمجھ کر یا باطل کو حق کا لباس پہنا کر باطل کو حق میں تبدیل کر کے لوگوں کے دلوں میں اس باطل کے بیج کو بو رہا ہے ؟!

اس لیے احتیاط سے کام لینا ہے آپ کے دل کو مؤثر صرف انداز بیان نہ کرے آپ کے دل کو مؤثر اگر کوئی چیز کرے تو وہ حق ہو جو اس شخص کی زبان سے نکلتا ہے جو حق کی بات کرتا ہے یہ نہ دیکھیں کہ بات کرنے والا کون ہے یہ دیکھیں کہ بات کیا ہو رہی ہے ، اگر آپ کو اللہ تعالیٰ نے سمجھ عطا فرمائی ہے الحمد للہ اگر آپ حق اور باطل کے بیچ میں فرق قائم کر سکتے ہیں تو الحمد للہ بڑی نعمت ہے یہ اگر نہیں قائم کر سکتے پھر دیکھو کہ بات کون کر رہا ہے کیا قرآن اور سنت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور سلف الصالحین کی سمجھ کے مطابق بات کر رہا ہے کہ نہیں اگرچہ اس کا انداز بیان اچھا ہو یا نہ ہو اس کی ہمیں کوئی پرواہ نہیں ہے ، اگر آپ کو سمجھ ہے تو پھر آپ دیکھیں کہ وہ بات کیا کر رہا ہے اگر آپ کو سمجھ نہیں ہے ، حق اور باطل کی پہچان نہیں ہے ، خیر اور شر کی پہچان نہیں ہے ، آپ عامی ہیں تو پھر آپ دیکھیں کہ میں نے بات کس شخص سے سمجھنی ہے۔

یہاں پر یہ دیکھنا ضروری ہے کہ کون بات کر رہا ہے اہل علم میں سے ہے کہ نہیں ، اہل علم میں سے ہے تو کون سا اہل علم ہے ، سلفیت کی دعوت کا پرچم لہرانے والا ہے یا بدعت کی دعوت کا پرچم لہرانے والا ہے کون ہے اگرچہ اس کا انداز بیان اچھا ہو یا نہ ہو اس کی ہمیں پرواہ نہیں ہے اور اگر اس کا انداز بیان اچھا ہو اور وہ حق کی دعوت دیتا ہو پھر تو نور علی نور ہے۔

اس لیے میں بات کر رہا ہوں آج آگے ان شاء اللہ ہم دیکھیں گے کہ بعض لوگ آج کے معاشرے میں بھی موجود ہیں جن کا انداز بیان اچھا ہے جن کی بات کو لاکھوں لوگ سنتے ہیں لیکن بات یہ نہیں ہے کہ کتنے لوگ آپ کی بات سنتے ہیں

تعداد کتنی ہے بات یہ ہے کہ آپ بات کیا کر رہے ہیں، کیا اس پر اللہ تعالیٰ راضی ہے کہ نہیں، کیا اس بات سے ہماری امت کامیابی حاصل کر سکتی ہے یا ناکام ہی ہوتی رہے گی اس طریقے سے جیسے کہ آج ہم دیکھ رہے ہیں اس لیے ان دونوں چیزوں کو سمجھنا بہت ضروری ہے۔

سوال: کون آدمی کر رہے ہیں؟

جواب: یہ بہت سارے لوگ ہیں، یہی میں کہہ رہا ہوں انداز بیان اگر اچھا ہے تو پھر یہ جاننا ضروری ہے کہ بات کرنے والا کون ہے قرآن، سنت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے راستے کی طرف صحیح طریقے سے یقیناً بلا رہا ہے یا دعویٰ کرتا ہے کیونکہ قرآن اور سنت تو سب لیتے ہیں ناں جتنے گروہ بھی ہیں لیکن کیا وہ صحیح خود بھی عمل کرتے ہیں اور لوگوں کو اس طرف بلا رہے ہیں یا لوگوں کو اپنی طرف بلا رہا ہے۔

بعض لوگ اولیاء اور بزرگوں کا نام لے کر اُن کے نام کو استعمال کر کے وہ اپنے آپ کو آگے کرتا ہے تاکہ لوگ اس سے جڑ جائیں۔ وہ کہتا ہے ''بھئی قبر کا طواف کرنا شرک نہیں ہے، قبر کی مجاوری کرنا شرک نہیں ہے'' وہ اس لیے نہیں کہہ رہا کہ اس کا عقیدہ یہی ہے یا اس کے لیے کر رہا ہے وہ جو بزرگ مر گیا ہے بلکہ وہ اس لیے کر رہا ہے کہ جب وہ مرے اس کی بھی ایسی ہی قبر بنے اس لیے کہ وہ بھی مشہور ہو جائے، اس لیے کہ وہ بھی جیسے وہ لوگوں کو کہتا ہے کہ فلان قبر کی طرف جاؤ فلان میلے کی طرف جاؤ مرنے کے بعد اس کا (اس نے بھی مرنا ہے اس کو پتہ ہے) بھی مزار بنے اور لوگ اس کے مزار کی طرف بھی آئیں۔

جو اس طریقے سے بات کرتے ہیں لوگ یا اس جیسے جو بھی باطل کی دعوت دیتے ہیں حق کا لباس پہن کر ان سے بچنا چاہیے میں صرف یہ کہہ رہا ہوں، وہ کون ہیں آپ بھی جانتے ہیں میں بھی جانتا ہوں ہم سب جانتے ہیں۔ دروس میں ان شاءاللہ میں آہستہ آہستہ بیان کرتا رہوں گا کیونکہ یہ ہماری بیس (base) ہے "إِنَّ مِنَ البَيَانِ لَسِحْرًا" اس کو یاد رکھیں کہ کون سے لوگ ہیں جن کے انداز بیان میں جادو ہے اور لوگوں کو کس طرف پھیرتے ہیں۔

آج کے درس میں ایک نئے باب کا آغاز شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "باب ما جاء في الكهان وغيرهم" (کہانت کرنے والوں کا بیان)۔ شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"رَوَى مُسْلِمٌ فِي صَحِيحِهِ عَنْ بَعْضِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ" (مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں روایت بیان کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعض ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنھن

نے بیان کیا ہے کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے)"مَنْ أَتَى عَرَّافًا فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ فَصَدَّقَهُ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةُ أَرْبَعِينَ يَوْمًا"۔

عرّاف کہتے ہیں اس شخص کو جو غیب کی خبر دیتا ہے جو چھپی ہوئی بات کی خبر دیتا ہے بعض لوگ اس کا ترجمہ نجومی بھی کرتے ہیں کہ نجومی، ہمارے معاشرے میں نجومی مشہور ہے لیکن نجومی صرف تاروں کو دیکھ کر بتاتا ہے عرّاف اس سے وسیع مفہوم ہے، تو جو بھی خبر دیتا ہے آپ کو چھپی ہوئی چیز کی غیب کی خبر چاہے وہ کوئی بھی ذریعہ استعمال کرے، وہ رمل کا ذریعہ استعمال کرے، وہ ستاروں کا ذریعہ استعمال کرے، وہ کپ ریڈنگ (cup reading) جو ہے کپ کا ذریعہ استعمال کرے یا جو بھی ذریعہ استعمال کرے وہ عرّاف ہے اور بعض لوگ کہتے ہیں عرّاف کیونکہ یہ کاہن ہے جس کی ابھی میں بات کر رہا ہوں، عرّاف اور کاہن میں یہ فرق ہے کہ عرّاف وہ ہے جو اس چیز کی خبر دیتا ہے جو چیز چوری چکی ہے جو چوری کی خبر دیتا ہے وہ عرّاف ہے آگے تفصیل ان شاءاللہ آئے گی۔

(جس شخص نے کسی عرّاف کے پاس جاکر کچھ سوال کیا کچھ دریافت کیا''فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ فَصَدَّقَهُ''(اور پھر اس کی بتائی ہوئی بات کو سچ سمجھا)"لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةُ أَرْبَعِينَ يَوْمًا''(تو چالیس دن تک اس کی نماز اللہ تعالی کے ہاں قابل قبول نہ ہو گی)۔اس روایت میں دو چیزوں کا جاننا ضروری ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خبر دے رہے ہیں اس حدیث مبارکہ میں کہ جو لوگ عرّافوں کے پاس جاتے ہیں یا ان لوگوں کے پاس جاتے ہیں جو علم غیب کا دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم چھپی ہوئی بات کو بتا سکتے ہیں اور جانے کے بعد اس سے سوال کرتے ہیں اور ان کے سوال کے جواب میں وہ کچھ بتاتا ہے اگر اس شخص نے اس کی تصدیق کر لی ہے تو اس کی چالیس دن کی نماز نہیں۔

اصل میں یہ جو روایت ہے اس کو ذرا سمجھیں یہ لفظ "فَصَدَّقَهُ" جو ہے یہ لفظ صحیح مسلم میں نہیں ہے صحیح مسلم میں یہ لفظ نہیں ہے صحیح مسلم میں جو لفظ ہے "مَنْ أَتَى عَرَّافًا فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةُ أَرْبَعِينَ يَوْمًا" جس نے سوال کیا "فَصَدَّقَهُ" سچ مانا کا لفظ نہیں ہے۔

مسند احمد میں یہ روایت موجود ہے'' جس نے سچ مانا'' لیکن وہ دوسری روایت ہے، یہ روایت جو صحیح مسلم کی روایت ہے اس میں یہ الفاظ ہیں'' جو شخص کسی عرّاف کے پاس جاتا ہے اور کچھ سوال کرتا ہے کچھ دریافت کرنے کے لیے صرف سوال کرتے ہی اس کی چالیس دن کی نماز نہیں ''۔اس نے تصدیق نہیں کی صرف سوال کیا ہے اس نے کچھ کہا ہے بس، تصدیق کا جو لفظ ہے وہ دوسری حدیث میں آئے گا جو آگے میں بیان کروں گا اس میں لفظ آیا ہے۔اور اس کی سزا کیا

ہے؟ چالیس دن کی نماز نہیں یا قبول نہیں ہوگی اس کی سزا ہے کہ وہ کافر ہے تصدیق کرنے والا کافر ہے "فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وآله وسلم" ۔

تو دو چیزیں سمجھ لیں:

1۔ایک یہ ہے کہ کوئی شخص نجومی کے پاس جاتا ہے کاہن کے پاس جاتا ہے اور صرف سوال کرتا ہے بس۔ میری چوری ہوگئی۔ کس نے کی؟ اس نے کہا فلاں نے کی۔ اس کی تصدیق نہیں کی کہ میں نہیں مانتا میرے بھائی نے چوری کی ہے۔ لیکن وہاں تک جانے کی سوال کرنے کی جو سزا ہے کہ چالیس دن نماز پڑھیں گے اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرمائے گا۔

اس کا مطلب کیا ہے کہ نماز چھوڑ دیں؟ نماز چھوڑیں گے تو کفر ہے چارا نہیں ہے نماز پڑھنی پڑے گی لیکن اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرمائے گا۔

2۔دوسری بات جو بیان کر رہا ہوں یہاں پر میں کہ قبولیت کی نفی شریعت میں دو طریقے سے آتی ہے، اللہ تعالیٰ فلاں چیز کو قبول نہیں کریں گے اس کے دو معنی ہیں:

ا۔کہ اس عبادت کو ہی قبول نہیں کریں گے یعنی ہمیں یہ عبادت دوبارہ سے ادا کرنی پڑے گی۔

۲۔دوسری قسم کی جو نفی ہے قبولیت کی وہ ہے ثواب کی نفی کہ اس کا ثواب نہیں ہوگا۔ چالیس دن نماز پڑھیں گے جو ثواب اللہ تعالیٰ نے نماز میں رکھا ہے جتنے ثواب رکھے ہیں وہ سارے کے سارے چلے گئے وہ نمازی اس ثواب سے محروم ہو جائے گا۔

آپ جانتے ہیں ایک نماز میں کتنے ثواب ہیں جانتے ہیں؟ یعنی نیت کرنا گھر سے ،وضو کرنا ، چل کر جانا مسجد کی طرف، انتظار کرنا، نماز پڑھنا، نماز کے بعد کا ذکر کرنا، پھر واپس چلنا گھر تک جانا، یہ جو عمل ہے نماز کا سارا جانتے ہیں اس میں کتنا ثواب ہے؟

علامہ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تین سو۔ تین سو مختلف ثواب ہیں ایک نماز ادا کرنے میں تین سو اور تین سو مختلف ثواب ہیں اور ایک ثواب کا اجر اللہ تعالیٰ کے ہاں دس گنا، ستّر گنا، سات سو گنا اِلٰی ماشاءاللہ سبحانہ و تعالیٰ، لیکن تین سو ایسے عمل آپ کرتے ہیں ایک ایک عمل کا الگ الگ ثواب ہے۔

ابھی نماز جمعہ کی پڑھ کر آئے ہیں ہم نے گنا کہ ہم کتنے کام کر رہے ہیں؟ نہیں گنا آپ نے لیکن ربّ ذوالجلال سبحانہ و تعالیٰ کا کتنا فضل عظیم ہے کہ عبادت ایک فرض ہے اس میں ثواب کتنے منسلک کر دیئے ہیں اس کے ساتھ ثواب کتنے جوڑ دیئے۔

جو لوگ صرف جادو گر کے پاس جاتے ہیں یا کاہن کے پاس جاتے ہیں اور سوال کرتے ہیں بس تصدیق نہیں کرتے تو اس ثواب سے محروم ہو گئے۔ کتنے؟

چالیس دن۔ کتنی نمازیں ہیں؟ دو سو نمازیں۔ اور ایک نماز کا کتنا ثواب ہے؟ تین سو۔ کتنے ہوئے؟ دو سو کو تین سو سے ضرب دیں ساٹھ ہزار ثواب۔ ساٹھ ہزار ثواب سے محروم کیوں ہوا؟ ایک سوال کرنے کی وجہ سے۔ اگر انسان گونگا پیدا ہوتا تو بہتر نہیں تھا اس کے لیے؟!

دیکھیں زبان کی نعمت دیکھیں لیکن ایک کام سے کتنی محرومیت ہو گئی اور کتنے لوگ ہیں جو جاتے ہیں پرواہ نہیں کرتے وہ کہتے ہیں پہلے سے کون سا ہمارے پاس ثواب ہے؟! نعوذ باللہ ایسے لوگ بھی ہیں! پہلے کونسا ہم نے ثواب کمائے ہیں جو ساٹھ ہزار چلا جائے گا تو بڑی مصیبت آجائے گی!

ایسے انسانوں میں اور (معذرت کے ساتھ میں کہہ رہا ہوں) گدھے میں کیا فرق ہے؟ وہ کون سی مخلوق ہے جسے اس گناہ و ثواب کی کوئی پرواہ نہیں؟ مخلوق موجود ہے کہ نہیں کون سی مخلوق ہے؟ جانور، اور گدھا سب سے احمق جانور سمجھا جاتا ہے۔ یعنی وہ کیسا مسلمان ہے

جو کہتا ہے کہ چالیس دن کی نماز جاتی ہے چلی جائے پہلے کون سا ہم نے ثواب کمائے ہوئے ہیں! اگر اللہ تعالیٰ گدھے کو عقل دے دیتا تو اللہ کی قسم کبھی گدھا بھی یہ نہ کہتا لیکن بعض لوگ ایسے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ﴾(الفرقان:44)۔ اللہ تعالیٰ نے لفظ أنعام کا پھر بھی عزت رکھی ہے اللہ تعالیٰ نے انسان کی، أرحم الراحمین ہے ربّ ذوالجلال سبحانہ وتعالیٰ۔

﴿إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ﴾(بعض لوگ أنعام کی طرح ہیں)۔ أنعام کون سے ہیں؟ بکری، گائے اور اونٹ ان جانوروں کو أنعام کہا جاتا ہے، گدھا نہیں أنعام۔ پھر اللہ تعالیٰ نے عزت رکھی ﴿بَلْ هُمْ أَضَلُّ﴾(بعض ایسے لوگ ہیں یا تو ان چوپائے جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی گئے گزرے ہیں)۔ ان سے گئے گزرے کون سے جانور ہیں ؟ کون سے جانور ہیں جو بکری سے بھی گئے گزرے ہیں؟ گدھا ہے احمق جانور ہے، کتا ہے، خنزیر ہے۔ نعوذ باللہ۔

بکری اور کتے میں فرق ہے کہ نہیں؟ کتے اگر منہ مار لیں کسی چیز میں تو سات مرتبہ دھونا پڑے گا پہلی مرتبہ مٹی سے۔ اور بکری منہ مارلے پاک ہے کہ نہیں؟ پاک ہے۔ تو دونوں کیا برابر ہیں؟ ﴿إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ﴾ اس سے بھی گئے گزرے ہیں۔

اس حدیث میں جو اہم فوائد ہیں:

1۔ غیب کی خبر دینا حرام ہے عرّافت حرام ہے۔

2۔ عرّاف سے سوال کرنا حرام ہے۔ سوال کرنا صرف تصدیق کی بات تو بعد میں آئے گی۔

3۔ عرّافوں کا، نجومیوں کا اور جادو گروں کا خطرہ معاشرے میں بڑا خطرہ ہے اس بچ کر رہنا ہے۔

4۔ بعض اوقات انسان بڑے ثواب سے محروم ہو جاتا ہے ایک چھوٹے سے عمل کی وجہ سے، بعض اوقات انسان عظیم ثواب سے محروم ہو جاتا ہے۔

چھوٹا سا عمل اس کے نزدیک چھوٹا سا عمل ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں چھوٹا عمل نہیں ہے اس کے نزدیک چھوٹی عام سی بات ہے یا چھوٹا عمل ہے۔

5۔ بعض لوگوں کو اللہ تعالیٰ سزا دیتا ہے ثواب کی محرومی کی شکل میں، یہ سزا ہے۔

ہم کیا سزا جانتے ہیں؟ مصیبت آگئی، بیماری ہو گئی، کوئی گاڑی خراب ہو گئی، ایکسیڈنٹ ہو گیا یہ مصیبتیں ہیں یہ سمجھتے ہیں ہم۔ بھئی ان سے بڑی دوسری

مصیبتیں بھی ہیں جو ہمیں نظر نہیں آتیں وہ کون سی ہیں؟ کہ آپ عبادت کریں اور اللہ تعالیٰ آپ کا ثواب جو ہے قبول نہ کرے آپ کو ثواب نہ دے اس عبادت کا۔ یہ مصیبت ہے کہ نہیں؟ مصیبت ہے۔

6۔ نماز کی اہمیت اور اسلام میں نماز کی جگہ۔

7۔ شریعت میں قبولیت کی نفی کی قسموں کو جاننا کہ قبولیت کی جب نفی کی جاتی ہے اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرمائیں گے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ عبادت نہیں۔ بعض اوقات عبادت کو دوبارہ دہرانا پڑتا ہے اور بعض اوقات عبادت تو ٹھیک ہے لیکن اس کے ثواب کی نفی مقصود ہے جیسا کہ اس حدیث میں آیا ہے۔

8۔ نصوص وعید کو، یا وعید کے الفاظوں کو، یا سختی کے الفاظوں کو (جو بھی لکھیں آپ) ویسے ہی بیان کیا جاتا ہے جیسے کہ ان کا ذکر کیا گیا ان کو تبدیل نہ کریں یعنی "لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةُ أَرْبَعِينَ يَوْمًا" بس یہ کہیں۔

اس کی مثال "مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا" (جس نے چیٹنگ (cheating) کی وہ ہم میں سے نہیں ہے)۔ اب ہم میں سے نہیں ہے کا کیا مطلب ہے؟ آپ تشریح نہ کریں آپ صرف یہ بتائیں کہ ہم میں سے نہیں ہے۔ کتنا دل میں گہرا اثر چھوڑ

دیتا ہے یہ لفظ کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائیں کہ جو لوگ ہیرا پھیری کرتے ہیں (چیٹنگ کرتے ہیں) ہم میں سے نہیں ہیں اُس کا اثر کتنا گہرا ہوتا ہے۔

تو بعض اوقات جو نصوص وعید ہیں علماء فرماتے ہیں ان کو ویسے ہی بیان کریں جیسے کہ ان کا ذکر ہوا ہے۔"لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ"کافی ہے مسلمان کے لیے کہ اس کی چالیس دن کی نماز اللہ تعالیٰ کے ہاں قابل قبول نہیں ہے۔

9۔ چالیس (40) کی اہمیت شریعت میں چالیس کا لفظ شریعت میں جب اس کا ذکر ہوتا ہے تو اس کی کوئی خاصیت نہیں ہے یاد رکھیں۔ شریعت میں چالیس نمبر کی کوئی خاص اہمیت نہیں ہے۔

کیوں؟ کیونکہ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جہاں پر چالیس کا لفظ استعمال ہوا ہے اس کی کوئی خاصیت ہے شریعت میں پھر وہ چالیس سے چلہ نکالتے ہیں یہ چلہ جو ہے یا تو تبلیغ کے لیے چلے کا لفظ استعمال ہوتا ہے اور جب ہم ان سے سوال کرتے ہیں بھئی چالیس دن کے لیے تبلیغ پر جائیں اس کی دلیل کیا ہے؟ کہتے ہیں"دیکھیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے ناں حدیث میں کہ جو شخص کسی عرّاف کے پاس جائے اس سے سوال کرے اس کی چالیس دن کی نماز نہیں، تو چالیس کی خاصیت ہے ناں شریعت میں"۔

تو وہاں پر چالیس دن کی نماز نہیں ہے یہاں پر چالیس دن تبلیغ پر جانا ہے دونوں میں فرق نہیں ہے؟! کہتے ہیں"فرق تو ہے لیکن ہم چالیس کی بات کر رہے ہیں کہ چالیس کی خاصیت ہے شریعت میں جس نے چالیس دن پہلی صف میں نماز پڑھی منافقین میں اس کا شمار کبھی نہیں ہوگا یہ بھی تو چالیس دن ہیں تو چالیس دن کی خاصیت ہے ناں شریعت میں"۔

چالیس دن کا جو لفظ استعمال ہوا ہے اس کی خاصیت اس کے معنی میں ہے بس اس کے علاوہ اس کو ہم عام نہیں لے سکتے اور قیاس شریعت کے الفاظ میں جائز نہیں ہے قیاس عبادات میں جائز نہیں ہے دعوت و تبلیغ عبادت ہے آپ کیسے قیاس کر سکتے ہیں کہ چالیس دن جس کی نماز نہیں ہے اس کی دعوت و تبلیغ ہے! یعنی لفظ چالیس کا ہے یہاں پر نماز کی قبولیت کی نفی ہو رہی ہے اور وہاں پر دعوت و تبلیغ کا ثبوت ہو رہا ہے! تو چالیس کا لفظ جو ہے یا یہ نمبر جو ہے شریعت میں اس کی کوئی خاصیت نہیں ہے۔

10۔ زبان کی حفاظت کی اہمیت کو جاننا۔

11۔ بعض اوقات ایک لفظ سے انسان کی ہلاکت ہو جاتی ہے۔

دوسری روایت میں شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وَعَنْ أَبِي هُرَيرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالىٰ عَنْهُ"(سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:) "عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"(نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں)"مَنْ أَتَىٰ كَاهِنًا فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُوْلُ، فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ"۔اسے ابوداود، ترمذی، ابن ماجہ نے روایت کیا اور علامہ البانی رحمہا اللہ نے صحیح فرمایا ہے۔

اس روایت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں خبر دے رہے ہیں (کہ جو شخص کاہن کے پاس جاتا ہے (کاہن وہ انسان ہے جو چھپی ہوئی چیز یا غیب کی خبر دیتا ہے) اور پھر اس کی تصدیق کرتا ہے تو وہ شخص کافر ہے اس چیز پر جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی)۔کیا چیز نازل ہوئی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر؟ وحی، یعنی وہ شخص کافر ہے۔

اس کا جرم کیا ہے؟ اس نے کاہن کی تصدیق کی ہے، عمل دیکھنے والوں کو چھوٹا نظر آتا ہے کہ ''بھئی ہم جانتے ہیں ایک بزرگ کے پاس جس کے سر پر بڑی پگڑی ہے، لمبی داڑھی ہے، ہاتھ میں تسبیح ہے وہ لگا ہے اللہ کے ذکر میں اُس سے ہم نے سوال کیا ہے اور ہم نے اس کی تصدیق کی ہے کافر ہو گئے!''۔

بات یہ نہیں ہے کہ آپ کس شخص کے پاس گئے ہیں اس کی شکل وصورت کیا ہے اس کا کوئی اعتبار نہیں شریعت میں، جب وہ بدکار ہے جادوگر ہے پھر اس کی شکل کا کوئی اعتبار نہیں ہے جب دل شرک اور بدعت سے سیاہ ہو چکا ہے پھر بدن کا کوئی اعتبار نہیں رہتا، داڑھی اور پگڑی کا تب اعتبار ہوتا ہے جب دل پاک ہوتا ہے۔آپ ایسے ناپاک شخص کی طرف گئے ہیں جو ظاہراً آپ کو اچھا لگتا ہے اور پھر آپ کو وہ خود بتا رہا ہے کہ میں جھوٹا ہوں، وہ خود کہہ رہا ہے کہ میں علم غیب کا دعویٰ کرتا ہوں میں خود کفر اور شرک کی دلدل میں غرق ہو چکا ہوں مجھ سے بچو۔

جو لوگ خبر دیتے ہیں غیب کی غیب کا مالک کون ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی ہے؟ اور جو انسان یہ دعویٰ کرتا ہے کہ میں آپ کو چھپی ہوئی چیز کی خبر دیتا ہوں غیب کی خبر دیتا ہوں تو اس نے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے برابر کر دیا کہ نہیں؟ یہ شرک ہے کہ نہیں؟

تو ایسا شخص خود شرک کا ارتکاب کرتا ہے اور جو شخص اس کے پاس جاتا ہے اس کی تصدیق کرتا ہے وہ شخص بھی کافر ہے اس تصدیق کرنے کی وجہ سے۔تصدیق نہیں کرتا چالیس دن کی نمازیں نہیں تصدیق کی ہے تو کافر ہے۔

اس حدیث میں جو اہم پیغام ہیں:

1۔کہانت حرام ہے۔

2۔کاہنوں کے پاس جانا حرام ہے۔

3۔ کاہنوں کی تصدیق کرنا حرام ہے، یا یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ کاہنوں کی تکذیب واجب ہے ، کاہنوں کو جھوٹا کہنا واجب ہے۔

4۔ کاہنوں کی تصدیق کرنا کفر ہے۔

5۔ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے مخلوق نہیں ہے اور یہ عقیدہ ہے اہل سنت والجماعت کا کہ "القرآن منزل من الله غير مخلوق منه بدأ وإليه يعود"(کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ کلام ہے اللہ تعالیٰ کی صفت ہے مخلوق نہیں ہے اللہ تعالیٰ سے ابتداء ہوئی اور واپسی بھی اللہ تعالیٰ کی طرف ہے)۔اور اللہ تعالیٰ کلام کرتے ہیں "بحرف وصوت"(حرف اور آواز سے)۔ یہ نہیں کہ بعض لوگ کہتے ہیں "نہیں، معنی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور الفاظ مخلوق ہیں"۔ نہیں ! نہ الفاظ مخلوق ہیں اور نہ معنی مخلوق ہے۔ معتزلی کہتے ہیں کہ "معنی بھی مخلوق ہے اور الفاظ بھی مخلوق ہیں"۔اشعری،ماتریدی کہتے ہیں کہ "معنی مخلوق نہیں الفاظ مخلوق ہیں"۔

اور اہل سنت والجماعت کہتے ہیں کہ "معنی بھی مخلوق نہیں ہے اور الفاظ بھی مخلوق نہیں ہیں، سارے کا سارا اللہ تعالیٰ کی صفت ہے قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے"۔

6۔ کاہنوں کے پاس جانے والے دو قسم کے لوگ ہیں کیونکہ بات جب کفر کی آئی ہے تو کیا کفر اکبر ہے کفر اصغر ہے ؟اس کی تفصیل ہے تو یہی فائدہ جو ہے اس کی تفصیل میں بیان کرتا ہوں، کاہنوں کے پاس جانے والے دو قسم کے لوگ ہیں :

ا۔ وہ لوگ جانتے ہیں، جو شخص جو گیا ہے وہ جانتا ہے کہ یہ شخص کاہن ہے اور جادو گر ہے، تعویذ لکھتا ہے،اور شیطانوں کے ساتھ اس کا تعلق ہے، اگر یہ شخص اس کی تصدیق کرتا ہے تو ایسا شخص کافر ہے کفر اکبر ہے دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔

2۔ دوسری قسم کے لوگ یا دوسرا شخص وہ ہے جو یہ نہیں جانتا بلکہ وہ یہ جانتا ہے کہ یہ شخص بزرگ ہے نیک اور صالح ہے، اچھا انسان ہے اور اس کو نہیں پتہ کہ شیطانوں کے ساتھ اس کا کوئی چکر ہے یا شیطانوں سے مدد لیتا ہے اور حکم بھی نہیں جانتا کہ اس کا حکم کیا ہے ایسا شخص کافر ہے اور کفر اصغر ہے دائرۂ اسلام سے خارج نہیں ہے۔

لیکن لفظ کفر دونوں کے لیے ہے اور اتنا ہی کافی ہے کسی مسلمان کے لیے اسے کہا جائے کہ تم کافر ہو۔اور کہنے والا کون ہے؟ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

((" وَلِلْأَرْبَعَةِ "(اور چاروں نے روایت کیا)" وَالحَاكِمِ "(اور حاکم نے)" وَقَالَ "(اور حاکم نے کہا)" صَحِيحٌ "(صحیح روایت ہے) " عَلَى شَرْطِهِمَا "(دونوں کی شرط پر))۔ مصطلح الحدیث کے علم میں ایک فائدہ ہے یہاں پر چند فوائد ہیں بیان کرتے ہیں:

1 ۔" لِلْأَرْبَعَةِ " جب کوئی روایت کرے تو وہ چار کون سے ہیں؟ ستہ کون سے ہیں؟ بخاری، مسلم، ابوداود، ترمذی، نسائی ،ابن ماجہ (چھ ہیں)۔" لِلْأَرْبَعَةِ "بخاری، مسلم کے علاوہ باقی چار۔ تو اَربعۃ کون ہیں؟ باقی چار ہیں۔

2۔" وَالحَاكِمِ "(اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے)۔ اور حاکم کے لیے لفظ جب استعمال ہو اور یہ نہ بیان ہو کہاں پر یعنی مستدرک، یہ حاکم کی معروف کتاب مستدرک ہے۔

3۔" وَقَالَ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِهِمَا "(اور حاکم یہ کہتا ہے صحیح ہے دونوں کی شرط پر)۔ کس کی شرط پر؟ بخاری، مسلم کی شرط پر۔ بخاری، مسلم نے جو شرطیں رکھی ہیں حدیث کی قبولیت کے لیے وہ سب سے بہترین شرطیں ہیں اور سخت شرطیں ہیں۔

حاکم نے کیا کیا ہے؟ استدراک۔ استدراک کہتے ہیں کہ جو چیز رہ گئی ہو اسے پورا کرنا" استدراک" بخاری، مسلم نے جو شرطیں رکھی تھیں بعض ایسی روایات موجود ہیں جو ان شرطوں کے مطابق ہیں لیکن انہوں نے روایت نہیں کیا نہ بخاری نہ مسلم نے۔

تو امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے کیا کیا؟ ان ہی شرطوں کو سامنے رکھ کر دوسری روایات کو جمع کیا جو ان شرطوں پر اترتی ہیں اور ان کو اپنی مستدرک میں لکھ دیا اور یہ کہا" صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِهِمَا " کہ بخاری، مسلم کی شرط کے مطابق یہ روایت صحیح ہے۔

4۔ اور اس میں یہ فائدہ ملتا ہے کہ امام بخاری، مسلم رحمہما اللہ کی کیا قدر و قیمت اور کیا حیثیت تھی محدثین کے دلوں میں آپ ذرا غور کریں۔

آج کے دور میں دیکھیں لوگ کیا کہتے ہیں جب ہم کہتے ہیں کہ صحیح بخاری نے روایت کیا؟ کہتے ہیں"کیا صرف صحیح بخاری رہ گئی ہے تمہارے لیے کوئی اور حدیث نہیں ہے؟!"۔ اچھا صحیح مسلم میں ہے۔ کہتے ہیں"صرف مسلم ہی تمہارے پاس ہے اور کوئی حدیث نہیں ہے؟! تمہارے پاس امام بخاری تو ہمارے پاس امام ابو حنیفہ (رحمہما اللہ) ہیں"۔ پھر تکرار ہوتی ہے دونوں کی آپس میں!

میرے بھائی یہ اماموں کی جنگ کس نے شروع کی ہے ؟! ہم آپ کو یہ کہہ رہے ہیں کہ امام بخاری رحمۃاللہ علیہ نے روایت کیا ہے اس کا مطلب یہ ہر گز نہیں کہ امام بخاری رحمۃاللہ علیہ کا فتویٰ ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو، حدیث کو سنا ہے اپنے استاد سے، اس نے اپنے استاد سے، اس نے اپنے استاد سے، اس نے صحابی سے اور اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔

یہی جُرم امام بخاری رحمۃاللہ علیہ کا ہے کہ انہوں نے آپ کو ایک آسان راستہ دکھایا حدیث تک پہنچنے کا ورنہ حدیث تک کیسے پہنچتے! یہ کوئی فتویٰ نہیں ہے اور امام ابو حنیفہ رحمۃاللہ علیہ بھی امام ہیں اپنے فن اپنے علم کے ماہر ہیں، فقہ کے ماہر عالم ہیں انہوں نے بھی حدیث کا سہارا لیا ہے یہ الگ بات ہے کہ جو حدیث نہیں ملی وہاں پر اجتہاد کیا اور ان کا بعض اجتہاد غلط ثابت ہوا ان کی امامت میں کوئی فرق نہیں آیا ہم یہ نہیں کہتے کہ اگر فقہ حنفی میں یہ غلطی ہے تو امام صاحب رحمۃاللہ علیہ جو ہیں وہ امام نہ رہے، ہر گز نہیں! امام صاحب رحمۃاللہ علیہ نے جہاں پر قرآن کی آیت اور حدیث نہ ملی اس مسئلے کے حل کے لیے تو انہوں نے اجتہاد کیا مجتہد عالم تھے اگر صحیح ثابت ہوا تو دگنا اجر ہے، غلط ثابت ہوا تو ایک اجر تو ضرور ملا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں "إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ فَأَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ وَإِذَا اجْتَهَدَ فَأَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ"۔ ہمارا یہ عقیدہ ہے امام صاحب رحمۃاللہ علیہ کے متعلق آپ لوگوں کے دلوں میں کیوں نفرت پیدا ہو گئی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق ؟ ہم نے کب کہا کہ امام ابو حنیفہ رحمۃاللہ علیہ جو ہیں نعوذ باللہ کوئی امام نہیں یا وہ ظالم ہیں یا فاسق و فاجر ہیں ہم نے کب کہا؟!

تو امام حاکم رحمۃاللہ علیہ کو دیکھیں محدث ہیں حافظ ہیں اس کے باوجود بھی وہ فرماتے ہیں (کہ یہ حدیث صحیح ہے میں نہیں کہہ رہا ہوں میری کوئی حیثیت نہیں ہے یہ بخاری، مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے) "عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی الله عنه" (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں) "مَنْ أَتَى عَرَّافًا" (جو شخص کسی عرّاف کے پاس جائے، عرّاف کے پاس آئے) "أَوْ كَاهِنًا" (یا کاہن کی طرف جائے، یا کاہن کے پاس آئے) "فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُولُ" (اور اس کی تصدیق کرے جو کچھ وہ کہتا ہے) "فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وآله وسلم" (تو اس نے کفر کیا اس چیز پر جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اتاری گئی)۔

دونوں روایات کو اس روایت نے جمع کر دیا ہے، پہلی روایت میں عرّاف کا ذکر ہے "فَصَدَّقَهُ" کا ذکر نہیں ہے، دوسری روایت میں کاہن کا ذکر ہے عرّاف کا ذکر نہیں ہے "فَصَدَّقَهُ" کا ذکر ہے، اس تیسری روایت نے عرّاف کو اور کاہن کو

دونوں کو ملا دیا تاکہ بعض لوگ یہ نہ سمجھیں کہ جو چور کی خبر دیتے ہیں وہ کاہن نہیں ہیں ان کے پاس جانا جائز ہے۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں ناں یہ کہ بھئی جادو گر تو بُرا انسان ہے وہ شر پسند ہے بدکار انسان ہے لیکن جو شخص چور کی خبر دیتا ہے وہ تو اچھا ہے ناں۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں دونوں برابر ہیں اور جو شخص دونوں کے پاس جاتا ہے یا ان میں سے ایک کے پاس جاتا ہے دونوں گناہ میں برابر کے شریک ہیں۔ دونوں کا گناہ کیا ہے؟ اگر تصدیق کرتے ہیں کافر ہیں اس تفصیل کے ساتھ جو میں نے بیان کی ہے۔

اس حدیث میں جو فوائد ہیں پیغام ہیں وہ ہم بیان کر چکے ہیں پچھلی روایات میں۔

"وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضى الله عنه مَرْفُوْعًا"(سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں)۔ مرفوعاً کا مطلب کیا ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ مرفوع کا جہاں پر لفظ ہو مرفوعاً یعنی اونچا کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف۔ "وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضى الله عنه(مَرْفُوْعًا(قال صلى الله عليه وآله وسلم)) ،لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَطَيَّرَ أَوْ تُطِيِّرَ لَهُ"اب یہاں پر سمجھیں یہاں پر یہ لفظ نہیں ہے کہ قال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ کوئی شخص یہ نہ کہے کہ یہ تو صحابی کا قول ہے حدیث نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو نہیں ہے ہم کیوں مانیں اس کو! مرفوعاً کا مطلب ہے کہ صحابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کر رہے ہیں۔

تو پھر مرفوعاً کیوں نہیں لکھا یہ کیوں نہیں لکھا قال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم؟ جب روایت میں ایسے موجود ہے تو ایسے ہی لکھیں گے ہم تبدیل نہیں کریں گے۔ تو پتہ کیسے چلے گا؟ علم حاصل کرو تب پتہ چلے گا مرفوعاً کیا ہے یہ جاننا ضروری ہے۔

یہاں پر بلوٹوتھ جانتے ہو ناں کہ یہ نشان بلوٹوتھ کا ہے کیسے پتہ چلا موبائل میں یہ بلوٹوتھ کا نشان ہے؟ علم حاصل کیا تو جانا ہے تو مرفوعاً بھی جاننا چاہیے کہ مرفوعاً کیا ہوتا ہے۔

مرفوعاً کا مطلب ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان، اگر صحابی کہے مرفوعاً یعنی صحابی بیان کر رہے ہیں پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ صحابی کے الفاظ نہیں ہیں اگر صرف صحابی بیان کرے مرفوعاً نہ ہو اور قال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ ہو اسے کہتے ہیں موقوف۔ مرفوع کے سامنے ہوتی ہے موقوف، موقوف یعنی صحابی پر وقف ہے یہ صحابی کا قول ہے جو صحیح بھی ہو سکتا ہے اور غلط بھی ہو سکتا ہے یہ صحابی کی اپنی رائے ہے لیکن جہاں پر قال صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم آجائے وہ حق ہے اگر صحیح ہے، حدیث صحیح ثابت ہو جائے تو اللہ تعالی کی طرف سے وحی ہے ﴿وَمَا يَنۡطِقُ عَنِ الۡهَوٰى ؕ‏ اِنۡ هُوَ اِلَّا وَحۡىٌ يُّوۡحٰى ۙ﴾ (النجم:3-4)۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں "لَيْسَ مِنَّا" (ہم سے نہیں)۔ کون؟ "مَنْ تَطَيَّرَ أَوْ تُطِيِّرَ لَهُ" (جس نے بدشگونی کی یا جس کے لیے بدشگونی کی گئی) "أَوْ تَكَهَّنَ أَوْ تُكُهِّنَ لَهُ" (جس نے کہانت کی یا جس کے لیے کہانت کی گئی) "أَوْ سَحَرَ أَوْ سُحِّرَ لَهُ" (یا جس نے جادو کیا یا جس کے لیے جادو کیا گیا) "وَمَنْ أَتَى كَاهِنًا" (اور جو شخص کاہن کے پاس جاتا ہے) "فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُوْلُ" (بس پھر اس کی تصدیق کرتا ہے جو کچھ وہ کہتا ہے) "فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وآله وسلم" (پس اس شخص نے کفر کیا اس چیز پر جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کی گئی ہے)۔

اسے البزار نے روایت کیا ہے جید سند کے ساتھ اور طبرانی رحمہا اللہ نے اوسط میں حسن اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے، طبرانی میں جو روایت ہے اس میں یہ الفاظ نہیں ہیں "وَمَنْ أَتَى كَاهِنًا فَصَدَّقَهُ" پہلے الفاظ ہیں دوسرے نہیں ہیں اور یہ روایت صحیح ہے۔

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں خبر دے رہے ہیں کہ تین لوگوں سے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بَری ہیں برأت کا اظہار فرما رہے ہیں۔ تین قسم کے لوگ ہیں اور ان تین سے چھ بن گئے ہیں:

1۔ بدشگونی کرنے والا۔

بدشگونی کیا ہے بدشگونی کی تفصیل آگے آئے گی پورے ابواب ہیں بدشگونی کے متعلق لیکن مختصراً یہ ہے کہ دیکھنے، سننے یا محسوس کرنے سے بدشگونی لینا۔ صبح اٹھے ہیں گھر سے نکلے ہیں کسی لنگڑے کو دیکھ لیا اور یہ عقیدہ یا یہ سوچ ذہن میں آئی کہ آج کا دن بُرا گزرا یہ بدشگونی ہے۔ اس لنگڑے کا بے چارے کا قصور کیا ہے وہ آپ کی قسمت کو کیسے تبدیل کر سکتا ہے جو خود بے چارا لنگڑا ہے؟! کالی بلی نے راستہ کاٹا آج کا دن بُرا گزرا مصیبت کوئی نہ کوئی آئے گی، مریض کی چیخ و پکار، آہ و پکار سنی تو کوئی مصیبت آئے گی، تو یہ بدشگونی ہے۔

بدشگونی کرنے والا اور جس کے لیے بدشگونی کی گئی یہ دونوں کے دونوں برابر کی سزا کے مستحق ہیں، دونوں۔

بدشگونی کی جاتی ہے؟ کی جاتی ہے۔ کیسے کی جاتی ہے؟ آپ نے ایک شخص کو کہا بھئی میں جا رہا تھا (آپ نے باتوں باتوں میں کہا جا رہا تھا) تو کالی بلی نے راستہ کاٹ لیا۔ اس نے کہا "ٹھہرو ٹھہرو کالی بلی نے راستہ کاٹ لیا!"۔ اس نے کہا ہاں

راستہ کاٹا ہے۔ کہتا ہے،، تمہیں پتہ نہیں کالی بلی راستہ کاٹ دیا تو بڑی مصیبت آتی ہے تم جا کر کوئی صدقہ کرو تم جا کر یہ کر وہ کرو، دو رکعت پڑھ لو مصیبت میں پڑ گئے ہو"۔اب اس کے لیے بد شگونی کی جا رہی ہے۔

2۔"أَوْ تَكَهَّنَ"(یا خود شخص کہانت کرے خود علم غیب کی خبریں دے)"أَوْ تُكُهِّنَ لَهُ"(یا لوگوں کو علم غیب کی خبر دی)۔ کوئی شخص آکر کہتا ہے یار تمہاری چوری ہوئی ہے فلان فلان شخص نے چوری کی ہے، دوسرا شخص خود چل کر جاتا ہے دونوں برابر کے گناہ کے شریک ہیں۔

جو شخص آپ کو کہے کہ تمہاری چوری فلان نے کی تصدیق کی ہے اگرچہ وہ خود تمہارے پاس چل کر آیا ہے تصدیق کی ہے"كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ صلى الله عليه واله وسلم"اگر آپ چل کر گئے ہیں تصدیق کی ہے تب بھی"فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ صلى الله عليه واله وسلم" ۔

3۔" أَوْ سَحَرَ "(جس نے جادو کیا)"أَوْ سُحِرَ لَهُ"(یا اس کے لیے جادو کیا گیا)۔ تعویذ کے ذریعے سے یا کسی بھی ذریعے سے دونوں برابر کے گناہ کے شریک ہیں۔

تو تین لوگ ہیں چھ ہو گئے (۱) بد شگونی کرنے والا۔(۲) جس کے لیے بد شگونی کی جا رہی ہے۔(۳) کہانت کرنے والا ۔(۴) جس کے لیے کہانت کی جا رہی ہے۔(۵) جادو کرنے والا۔(۶) جس کے لیے جادو کیا جا رہا ہے۔ان سب سے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بَری ہیں۔

پھر اگلے جو الفاظ ہیں وہ ہم پچھلی حدیث میں شرح بھی کر چکے ہیں بیان بھی کر چکے ہیں کہ جو شخص کاہن کی طرف جاتا ہے اور اس کی تصدیق کرتا ہے اس نے کفر کیا جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا۔

جو میں نے لائن ڈلوائی ہے کس چیز کے نیچے؟"تَطَيَّرَ"، "تَكَهَّنَ" اور "سُحِرَ"۔"سَحَرَ"(آسان لیتے ہیں)اور"سُحِرَ" میں کیا فرق ہے؟ لفظ کی بناوٹ دیکھیں،،سَ، حَ، رَ"اور،،سُ، حِ، رَ"فرق ہے؟ فرق کیا ہے بناوٹ میں کیا لفظ کی شکل میں فرق ہے یا لفظ کے زیر اور زبر میں فرق ہے اعراب میں؟ یا جو اس کے اوپر حرکات ہیں حرکات میں فرق ہے؟

حرکات میں فرق ہے۔"سَحَرَ"میں،،سَ، حَ، رَ"تینوں کے اوپر کیا ہے؟ زبر ہے فتح ہے۔"سُحِرَ" سین کے اوپر ضمہ ہے، حا کے نیچے کسرہ ہے، رَا کو فتح باقی رہا تبدیل نہ ہوا اسے کہتے ہیں"مبنى للمعلوم ومبنى للمجهول"۔

معلوم یا معروف کون سا ہے؟"سَحَرَ"اس کا مطلب فَعَلَ ہے عربی زبان میں عربی گرامر میں،،فَعَلَ"۔ سحر کا مطلب ہے جادو کرنے والا، جادو کیا فعل ماضی ہے، جس نے جادو کیا"سَحَرَ" ۔

اچھا جس پر جادو کیا گیا آپ کیسے کہیں گے ؟ فلاں شخص جو ہے ایکس شخص ہے وہ جادو گر ہے وائی پر جادو کیا عربی میں کیا کہیں گے ؟ ایکس کیا ہے ایکس نے کیا کیا؟ "سَحَرَ"۔ اور وائی نے کیا کیا؟ "سُحِرَ لَهٗ"۔ بات سمجھ آئی؟ تو "سُحِرَ" فعل ماضی مبنی للمجہول ہے۔(آگے ایک درس گرامر کے درس میں آئے گا)۔

اس حدیث کے اہم فوائد:

1۔ "لَيْسَ مِنَّا" وعید کا لفظ ہے اور اسے ایسے ہی بیان کرنا چاہیے جیسے اس کا ذکر ہوا ہے، ترجمہ (ہم میں سے نہیں)۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امتی کو یہ فرمائیں کہ تو مجھ میں سے نہیں ہے اس کا کیا باقی رہتا ہے !!

2۔ بد شگونی، جادو اور کہانت حرام ہے۔

3۔ ان تین چیزوں کی طلب کرنا حرام ہے۔

4۔ کاہن کی تصدیق کرنا کفر ہے۔

5۔ قرآن مجید اللہ تعالٰی کا نازل کردہ کلام ہے مخلوق نہیں ہے۔

اور آخر میں متن میں امام بغوی کا ایک قول ہے شیخ صاحب رحمہا اللہ فرماتے ہیں:

"قَالَ الْبَغَوِيُّ" (امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) "الْعَرَّافُ: الَّذِيْ يَدَّعِي مَعْرِفَةَ الْأُمُوْرِ بِمُقَدِّمَاتٍ يُسْتَدَلُّ بِهَا عَلَى الْمَسْرُوْقِ وَمَكَانِ الضَّالَّةِ وَنَحْوِ ذٰلِكَ" ((عرّاف کون ہے؟) وہ شخص ہے جو دعوٰی کرتا ہے بعض چھپی ہوئی چیزوں کو جاننے کا اور وہ بعض حربے استعمال کرتا ہے تاکہ لوگ یہ سمجھیں کہ اس فلانے عمل سے اس نے اس کھوئی ہوئی چیز کو جانا ہے کہ وہ کہاں ہے چاہے کھوئی ہوئی چیز جو ہے وہ چوری ہو چکی ہو یا گمشدہ چیز ہو)۔

یعنی کپ کو پکڑ کر ایسے کپ پکڑتا ہے پہلے کہتا ہے اس میں سے پیو، آپ پی لیتے ہیں پھر دیکھتا ہے کہتا ہے یار اس میں جو لائنیں ہیں وہ بتاتی ہیں کہ آپ کی چیز کہاں پر ہے۔ یا وہ ایسے آنکھیں بند کر کے بیٹھتا ہے یا کوئی خاص حرکت کرتا ہے پھر آنکھیں بند کر کے کہتا ہے کہ تمہاری چیز فلان جگہ پر ہے۔

یا دو ایسے جنپ (jump) لگاتا ہے یا سجدہ کرتا ہے یا کچھ اپنا سر پکڑ کر بیٹھتا ہے پھر کہتا ہے کہ تمہاری چیز جو ہے چوری جو ہوئی وہ فلان جگہ پر ہے۔ یہ ساری جو حرکتیں کر رہا ہے یہ یہ شو کرنے کے لیے کہ خاص عمل سے وہ یہ چیز جانتا ہے اسے کہتے ہیں عرّاف۔

"وَقِيلَ هُوَ الكَاهِنُ" (اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ کاہن ہے) "وَالكَاهِنُ: هُوَ الَّذِي يُخْبِرُ عَنِ المُغَيَّبَاتِ فِي المُسْتَقْبَلِ" (اور کاہن وہ ہے جو مستقبل میں ہونے والی چیزوں کی خبر دیتا ہے)۔ ابھی چیز ہوئی نہیں مستقبل میں جو لوگ کسی چیز کی خبر دیتے ہیں اسے کہتے ہیں کاہن۔

"وَقِيلَ" (اور یہ بھی کہا گیا)۔ یہ قِيلَ، قِيلَ کیا ہے؟ علماء نے یہ تعریف بیان کی ہے عرّاف اور کاہن کی کیونکہ اگر آپ کہیں پر یہ سنیں کہ فلان عالم نے عرّاف کو کاہن کہا اور فلان نے ان کو عرّاف کہا تو پتہ ہونا چاہیے کہ عرّاف کون ہے اور کاہن کون ہے، اگر اختلاف ہے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

"وَقِيلَ الَّذِي يُخْبِرُ عَمَّا فِي الضَّمِيرِ" (اور یہ بھی کہا گیا کہ کاہن وہ ہے جو آپ کے نفس کے اندر چھپی ہوئی بات ہے وہ بتائے)۔ اسے بھی کاہن کہتے ہیں اس لیے بعض لوگوں کا یہ عقیدہ ہے ''کہ فلان بزرگ ہے جو آپ کے اندر ہے وہ بھی جانتا ہے''۔ بھئی وہ بزرگ نہیں وہ کاہن ہے اور کاہن کافر ہے بزرگ کیسے ہے وہ؟! ایک ہی ذات ہے اس پوری کائنات میں جو جانتی ہے کہ تمہارے اندر کیا چھپا ہوا ہے ﴿يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ﴾ (غافر:19) وہ ربّ ذوالجلال کے سوا کوئی بھی نہیں ہے۔

یہ کون سا بزرگ ہے! بعض قصے ہیں قصے ہیں کتابوں میں! کہتے ہیں ''فلان شخص آیا، بیٹھا، کہتا ہے میں جانتا ہوں کہ تم کیوں آئے ہو فلان چیز کے لیے آئے ہو''۔ پریشان! بھئی تمہیں کیسے پتہ چلا؟!

تمہارے پاس شیطان قرین ہے اس کے پاس بہت سارے شیطان ہیں اس نے اپنے شیطان کو تمہارے شیطان کے پاس بھیجا وہ خبر لے کر واپس آگیا۔

میں نے قصہ بیان کیا تھا حجاب بن یوسف کا یاد ہے؟ حجاج بن یوسف کے سامنے ایک کاہن کو لایا گیا اس نے کہا تم کہہ دو میں کاہن نہیں ہوں۔ اب امتحان کے لیے، حجاج جانتے ہیں کیسا سخت اور ظالم انسان تھا، اس نے کہا کہ تم یہ بتا سکتے ہو کہ میری جیب میں کیا ہے؟ اس نے کہا ''ہاں اتنے درہم ہیں''۔ اس نے نکالے واقعی اتنے ہی تھے۔ تو پتہ کیسے چلا؟ کہتا ہے ''میرے وسواس نے آپ کے وسواس سے پوچھا پتہ چل گیا (میرے وسواس نے آپ کے وسواس سے پوچھا آپ کے وسواس نے میرے وسواس کو خبر دی تو مجھے پتہ چلا گیا)''۔ اس نے ایسے زمین پر ہاتھ مارا اور چند کنکریاں ہاتھ میں آئیں پتھر چھوٹے چھوٹے پتھر کہا اب بتاؤ میرے ہاتھ میں کیا ہے کتنے کنکر ہیں؟ تھوڑی دیر خاموشی اختیار کر کے کہا ''مجھے پتہ نہیں''۔ اس نے کہا بتاؤ کتنے ہیں؟ بتانا تھا پتہ ہے تلوار سر پر ہے غلط بتایا۔ اس نے کہا اب کیوں غلط بتایا تم نے (دیکھا تو

غلط تھا کہتا تھا)؟۔ کہتا ہے ''مشکل یہ ہے اب میں نے اپنے وسواس سے پوچھا کہ وہ آپ کے وسواس سے پوچھے، میرے وسواس نے آپ کے وسواس سے پوچھا آپ کے وسواس کو خبر نہ ہوئی پتہ نہ تھا آپ کے وسواس نے میرے وسواس کو خبر نہیں دی اس لیے مجھے بھی پتہ نہیں چلا''۔ حجاج نے کہا یہ تم بار بار وسواس کی بات کر رہے ہو یہ وہی وسواس خناس ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ﴿مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ الْخَنَّاسِ﴾ (الناس:4) خود پکڑ کر اس کا سر قلم کر دیا۔ تو میرے بھائی یہ کاہن ہے جو یہ جانتا ہے۔

اچھا پہلے پتہ کیسے چلا اس کی جیب میں کیا ہے؟ اس جن کے ذریعے سے جو وسواس ہے جو آپ کے ساتھ قرین ہے۔ قرین کیا ہے؟ آپ کا ہمزاد ہے آپ کا دوسرا ہے آپ کا آدھا حصہ ہے، جو آپ جانتے ہیں وہ بھی جانتا ہے جو آپ نہیں جانتے وہ بھی نہیں جانتا۔ پتہ ہے آپ کو؟! اس لیے آپ نے جو کنکر اٹھائے ہیں آپ کو نہیں پتہ تھا کہ آپ کے ہاتھ میں کیا ہے اس قرین کو کہاں پتہ چلے گا تو نہیں پتہ چلا اسے اور تعجب کی بات ہے بعض صوفیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ بعض اولیاء کے سینوں سے علم منتقل ہو جاتا ہے دوسروں کے سینوں میں۔ علم منتقل ہو جاتا ہے!

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں ''إِنَّمَا الْعِلْمُ بِالتَّعَلُّمِ'' (علم صرف علم حاصل کرنے سے ہی آسکتا ہے)۔ ''إِنَّمَا'' اس کے سوا کوئی اور راستہ نہیں ہے۔ اور علم سینوں سے منتقل ہو جاتا ہے! ایک مرتبہ یہ بھی ہوا کہ امتحان ہو رہا ہے اور شاگرد کو جواب نہیں آ رہا تو اپنے جو استاد ہے سامنے بیٹھا تھا استادوں میں سے اس کا علم اس کے سینے میں منتقل ہو گیا اس نے جواب دیا اور پھر اس بزرگ جو سوال کر رہا تھا اسے پتہ چل گیا اس نے اس استاد کو کہہ دیا کہ آپ باہر چلے جائیں۔ ٹرانسفر ہو رہا ہے جیسے موبائل میں ہم ٹرانسفر کرتے ہیں ناں، کریڈٹ ٹرانسفر کرتے ہیں وہاں پر علم ٹرانسفر ہوتا ہے دلوں میں! اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم کرے۔ یاد رکھیں یہ کاہن ہے جو آپ کو دل کی خبر دیتا ہے وہ کاہن ہے اور کاہن کی سزا کیا ہے؟ دنیا میں تلوار ہے اور آخرت میں جہنم ہے۔

''وَقَالَ أَبُو الْعَبَّاسِ ابْنُ تَيْمِيَّةَ'' (ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) ''الْعَرَّافُ اسْمٌ لِلْكَاهِنِ وَالْمُنَجِّمِ وَالرَّمَّالِ وَنَحْوِهِمْ'' (اور امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ((عرّاف کون ہے) عرّاف ایک نام ہے (کس کا) کاہن کا، نجومی کا، اور رمل کرنے والے کا) ''وَ نَحْوِهِمْ'' (اور اس جیسے دوسرے لوگ جو علم غیب کا دعویٰ کرتے ہیں) ''مِمَّنْ يَتَكَلَّمُ فِي مَعْرِفَةِ الْأُمُورِ بِهَذِهِ الطُّرُقِ'' (جو چیزوں کی معرفت جانتا ہے چھپی ہوئی چیزوں کو جانتا ہے ان طریقوں سے)۔

"قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہما" (سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں)"فِي قَوْمٍ يَكْتُبُوْنَ (أَبَا جَادٍ)"(بعض کو اَباجاد لکھتے تھے)۔ اَباجاد(alphabet)لکھتے ہیں یہ علم الحروف ہے اس کو اَباجاد کہتے ہیں۔ "وَيَنْظُرُوْنَ فِي النُّجُوْمِ"(حروف کو بھی دیکھتے ہیں اور ستاروں کو بھی دیکھتے ہیں)"مَا أَرٰى مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ لَهٗ عِنْدَ اللهِ مِنْ خَلَاقٍ"(میں یہ سمجھتا ہوں جو شخص ایسا عمل کرتا ہے(سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں)ان حروف کے ذریعے سے اور تاروں کے ذریعے سے قسمت کی خبر دیتا ہے یا غیب کی خبر دیتا ہے اللہ تعالیٰ کا ہاں اس شخص کا کچھ بھی نہیں ہے)۔"عِنْدَ اللهِ مِنْ خَلَاقٍ"کچھ نہ پائے گا سوائے عذاب کے اور سزا کے۔

اَباجاد جو ہے یہ حروف ہیں ''الف، با، تا، ثا'' ان حروف سے نمبر بھی ہیں یہ نمبر جو ہیں ایک علم ہے اَباجاد کا کہ ان نمبروں سے حروف کو پہچانا جائے کہ الف کا نمبر 1 ہے اس طریقے سے آخر تک۔ یہ نمبر جو ہیں اگر صرف حساب کے لیے ہجے کے حساب کے لیے ہیں تہجی کے حساب کے لیے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن اگر ان نمبروں کو استعمال کریں قرآن مجید کی جگہ یا احادیث کے الفاظ کی جگہ تب یہ جائز نہیں ہیں کیونکہ وحی کے الفاظ ہیں نمبر نہیں ہیں وہاں پر تبدیلی جائز نہیں ہے۔ واللہ اعلم

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضیٰ بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (056.کتاب التوحید) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio